بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

إلیٰ رحمة الله: حضرت مولانا عبدالحق اعظمی نور اللہ مرقدہ

محمد سلمان بجنوری

ماہ جنوری کا شمارہ تیاری کے مراحل میں تھا کہ استاذ محترم حضرت مولانا عبدالحق اعظمی رحمہ اللہ کا سانحۂ وفات پیش آ گیا، اس لیے طے کیا گیا کہ اس شمارے میں حضرت مرحوم پر کچھ مضامین شامل کر کے دو ماہ کا مشترکہ شمارہ شائع کیا جائے، چنانچہ یہ ماہ جنوری وفروری ۲۰۱۷ء کا شمارہ پیش کیا جا رہا ہے جس کی ضخامت پورے دو شماروں کے برابر (ایک سو بارہ صفحات) ہے۔

۲۰۱۷ء کا آخری دن، برصغیر کے علمی و دینی حلقوں اور مدارس اسلامیہ، بالخصوص ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے لیے غم کا دن بن گیا کہ اس کی شب میں دارالعلوم کے قدیم، موقر، مقبول وممدوح استاذ حدیث حضرت مولانا شیخ عبدالحق اعظمی رحلت فرماگئے۔ إنّا للّٰہ وإنّا إلیہ راجعون. اللہ رب العزت حضرت کی مغفرت فرما کر ان کو اپنے قرب خاص سے نوازے، آمین!

موت تو کسی بھی شخص کی غیر متوقع نہیں اور حضرۃ الاستاذ تو عمر کی نویں دہائی پوری کر رہے تھے پھر بھی ان کی وفات کی خبر سُن کر ایک جھٹکا لگا اور ان کا حادثۂ وفات اچانک سا محسوس ہوا، شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ وہ تدریسی خدمت انجام دیتے دیتے ہی چلے گئے؛ کیوں کہ امتحان ششماہی سے پہلے تک انھوں نے اسباق پڑھائے تھے اور امتحان کی مختصر سی تعطیل کے آخری دن وہ راہ گذار آخرت ہو گئے، اس طرح اُن پر یہ شعر پورے طور پر صادق آتا ہے۔

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حضرۃ الاستاذ رحمہ اللہ کا تعلق علماء کی اس خوش بخت نسل سے تھا جس کو، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہونے کا موقع عطا ہوا تھا اور جس نے شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ جیسے اساطین علم سے اپنی علمی پیاس بجھائی تھی، اس لیے ان کے علم میں پختگی اور نورانیت کا امتزاج تھا، پھر ان کو فراغت کے فوراً بعد ہی تدریس سے وابستگی کی توفیق ملی جو زندگی کے آخری سانس تک جاری رہی۔ اس لیے ان کی نظر میں وسعت اور گہرائی بھی پائی جاتی تھی، ان کی تدریسی خدمات کی مدت تقریباً ۶۵ سال ہے، اس قدر طویل تدریسی تجربہ نے ان کی شخصیت کو کندن بنادیا تھا۔ نیز اس کے نتیجہ میں ان کے تلامذہ کا حلقہ بے حد وسیع ہوچکا تھا، صرف دارالعلوم دیوبند کی ۳۵ سالہ مدت تدریس میں ان سے پڑھنے والوں کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق تیس ہزار سے زائد ہے۔ اس سے پہلے انھوں نے جن مدارس میں پڑھایا وہاں کے تلامذہ بھی ہزاروں میں ہیں، جن میں سے اکثر دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ خود دارالعلوم کے اساتذہ میں ان کے شاگرد پچیس تیس سے کم نہیں ہوں گے۔

تلامذہ کی شکل میں اس علمی فیضان کے علاوہ ان کی خوش بختی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان کو شروع ہی سے حدیث نبوی کی تدریس کے مواقع حاصل ہوئے، جس کے نتیجہ میں وہ اس وقت تقریباً پورے ہندوستان میں تدریس حدیث کا سب سے طویل تجربہ رکھنے والی شخصیت کی حیثیت اختیار کرگئے تھے۔ یہ بلاشبہ ایک عظیم امتیاز ہے، پھر حدیث نبوی کی خدمت بجائے خود جس درجہ کی سعادت ہے وہ اس پر مستزاد۔

تدریس کے ساتھ حضرۃ الاستاذ میدان خطابت میں بھی امتیاز رکھتے تھے۔ انداز بیان سادہ مگر مؤثر تھا، بیان میں روانی اور مواد کی فراوانی ہوتی تھی، آواز بلند اور صاف تھی، پورے ملک میں ان کا خطاب مقبول تھا، جلسوں کے سلسلے میں قریب و دور کے اسفار فرماتے تھے۔ اس کے باوجود سبق پر قابو رہتا تھا۔ ان کا درس بھی مقبول تھا اور طلبۂ حدیث اس میں دلچسپی سے شریک ہوتے تھے۔

تدریس وخطابت کے ان امتیازات کے ساتھ ان کی ایک اور علمی خدمت، ہمارے علم میں بھی وفات کے بعد آئی کہ انھوں نے مئو میں تدریسی خدمات کے علاوہ سالہا سال فتویٰ نویسی کا کام بھی کیا اور ان کے تحریر کردہ ہزاروں فتاویٰ وہاں محفوظ ہیں، ضرورت ہے کہ ان کو مرتب کرکے شائع کیا جائے۔

ان تمام علمی خصوصیات وخدمات کے ساتھ وہ دل روشن کی دولت سے بھی بہرہ ور تھے متعدد مشائخ سلوک سے اُن کا تعلق رہا، جس کی تفصیلات اسی شمارے کے مختلف مضامین میں سامنے آرہی

ہے۔ان کے قلبی گداز کا یہ نمونہ تو دارالعلوم کے سبھی طلبہ وفضلاء نے دیکھا ہوگا کہ اکثر دارالعلوم کے پروگراموں میں اختتامی دعاء کے لیے ان سے کہا جاتا تھا اور ہاتھ اٹھاتے ہی ان پر رقت طاری ہوجاتی تھی۔اسی طرح اسباق کی تکمیل کے مواقع ان کی دعاء بڑی مؤثر اور سوز وگداز سے بھرپور ہوتی تھی۔

راقم سطور کو اپنے دیگر معاصرین اور بعد کے فضلاء کی طرح ان سے بخاری شریف جلد ثانی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس کے بعد گذشتہ تیئس سال کے عرصہ میں تدریسی خدمت کے دوران، ان کو دیکھنے اور برتنے کا موقع ملا، ہمیشہ ان کی شفقت کا تجربہ ہوا، وہ اساتذۂ دارالعلوم کے ساتھ، خواہ وہ ان کے شاگرد ہی ہوں، احترام کا معاملہ فرماتے تھے، حاضری پر ہمیشہ ضیافت کا اہتمام فرماتے تھے۔ایک آدھ بار ان کے وطن کے اطراف میں ان کے ساتھ جانا ہوا تو ان کی مہمان نوازی کا مزاج بھرپور شکل میں سامنے آیا۔

بلاشبہ حضرۃ الاستاذ رحمہ اللہ، ایک کامل ومکمل اور جامع شخصیت اور نہایت بافیض استاذ تھے جن کی زندگی علماء کے لیے قابل رشک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ رب العزت ان کے ساتھ اپنی خاص رحمت ومغفرت کا معاملہ فرمائے، آمین!

جس وقت حضرت کی وفات ہوئی اس وقت احقر، عمرے کے مبارک سفر تھا، وہیں ذہن میں یہ بات آئی کہ ماہ نامہ دارالعلوم میں حضرت پر کچھ وقیع مضامین آجائیں تو بہتر ہے، اس لیے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے مشورے سے طے کیا گیا کہ آنے والا شمارہ دو ماہ کا مشترک شمارہ بنادیا جائے الحمدللہ بہت سے معیاری مضامین حاصل ہوگئے، جو گوشۂ مولانا شیخ عبدالحق اعظمیؒ کے عنوان سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خاں رحمہ اللہ تعالیٰ

استاذ محترم حضرت مولانا شیخ عبدالحق کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ جماعت دیوبند کی ایک اہم ترین شخصیت، شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ کے ممتاز شاگرد اور برصغیر کے بے شمار اکابر علماء کے جلیل القدر استاذ، وفاق المدارس جیسی عظیم وہمہ گیر تنظیم کے صدر، جامعہ فاروقیہ جیسے عظیم ادارہ کے بانی اور بے شمار مدارس کے سرپرست، موجودہ دور کے عظیم ترین محدث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب جوار رحمت حق میں چلے گئے۔ إنّا للّٰہ وإنّا إلیہ راجعون. اس پرفتن دور میں ایسی بابرکت اور صاحب فیض شخصیت کا اٹھ جانا بلاشبہ پوری ملت کے لیے سخت حادثہ ہے۔اللہ رب العزت حضرت

کی مغفرت فرمائے اوران کی خدمات کو حسن قبول سے نوازے اوران کو اپنے قرب خاص کا مقام عطا فرمائے، آمین!

اس شمارے میں حضرت مولانا کی شخصیت پر بھی ایک وقیع مضمون پیش کیا جارہا ہے، جو آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ

حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے اگلے ہی دن، ایک اوراہم شخصیت سے یہ ملت محروم ہوگئی۔ یعنی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس اللہ سرہ کے منظور نظر خلیفہ ومعتمد خاص، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر، بے شمار علمی خدمات کے روح رواں، انتہائی مخلص اور بافیض شخصیت حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے ایک سفر کے دوران داعی اجل کو لبیک کہا اور جنت البقیع میں تدفین کی سعادت حاصل کی۔ اللہ رب العزت حضرت مرحوم کے ساتھ اپنے خاص رحمت ومغفرت کا معاملہ فرمائے اوران کی خدمات کو قبول فرمائے۔

❁ ❁ ❁